فلسفۂ نماز

اسلام کا نظامِ صلوٰۃ

صلوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں ایک اہم ترین رکن ہے۔اس کے نتائج کیا ہیں؟ یہ سوال تاریخ سے پوچھئے تو وہ جواب دے گی کہ یہ صلوٰۃ ہی تھی جس نے ریگزارِ عرب کے چرواہوں کو دنیا کا پاسبان بنا دیا تھا۔صلوٰۃ ہی نے ان تہی دامن اور بے مایہ انسانوں کو یہ جراُت عطا کر دی تھی کہ انہوں نے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں زلزلے بپا کر دیئے اور زمین کا بہت بڑا حصہ ان کے جلال و جبروت کی نمود کا مظہر بن گیا۔

فقیراں تا بمسجد صف کشیدند ✿ گریباں شہنشاہاں دریدند
چو آں آتش درونِ سینہ افسرد ✿ مسلماناں بدرگاہاں خزیدند

دیکھنا یہ ہے کہ صلوٰۃ کے لفظ میں وہ کون سا اعجاز پنہاں ہے جس نے تاریخِ انسانیت میں حسین ترین انقلاب کے باب کا اضافہ کر دیا۔

صلوٰۃ کا لغوی مفہوم

صلوٰۃ اور اس کے تمام تر مشتقات کا تعلق ص۔ل۔و کے مادہ سے ہے۔ "صلو" کے معانی ہیں "پیچھے چلنا، مکمل اتباع کرنا"۔ "صَلَّی الْفَرَسُ تَصْلِیَۃً" اس

وقت کہا جاتا ہے جب گھوڑ دوڑ میں ایک گھوڑا ایسے دوڑ رہا ہو کہ اس کے کان اگلے گھوڑے کی پچھلی ٹانگوں سے مل رہے ہوں۔ آگے جانے والے گھوڑے کو "سابق" کہتے ہیں اور دوسرے نمبر پر جانے والے گھوڑے کو "اَلْمُصَلِّیْ" کہا جاتا ہے، گویا پیچھے چلنے کو "صلوٰۃ" کہا جاتا ہے۔تاج العروس میں حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں

سَبَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ

"رسول خدا ﷺ پہلے تشریف لے گئے اور آپ کے پیچھے پیچھے حضرت ابوبکر ﷺ بھی چلے گئے"۔

امام قرطبی نے قرآن حکیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ صلوٰۃ کے معنی ہیں خدا کے احکام سے وابستگی اور کتاب خداوندی کی مکمل اطاعت، زندگی کے تمام گوشوں میں خدائے قدوس کی فرماں پذیری ہی اصل صلوٰۃ ہے۔صرف انسان کو ہی اختیار و ارادہ کی صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے۔اس کے سوا کائنات کی ہر چیز مجبورِ محض ہے۔

ذرہ ذرہ دہر کا زندانیٔ تقدیر ہے ✿ پردۂ مجبوری و بیچارگی تدبیر ہے
آسماں مجبور ہے شمس و قمر مجبور ہیں ✿ انجم سیماب پا رفتار پر مجبور ہیں

کتاب اللہ میں اسی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے یہ بلیغ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ط کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ ط (النور۔۴)	کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے، سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح۔

اس آیت کریمہ میں صلوٰۃ کا لفظ مکمل سپردگی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

WWW.KAZMIS.COM

صلوٰۃ کا اصطلاحی مفہوم

قرآن حکیم میں اقامت صلوٰۃ سے مراد وہ نماز ہے، جسے ادا کرنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے اور فرض بھی اس قسم کا کہ اسے کسی حال میں بھی ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ نماز پڑھنے کا انداز جناب رسالت مآب ﷺ نے سکھا دیا۔

فرضیت صلوٰۃ

خدائے لم یزل ولا یزال کے ارشادات کے مطابق صلوٰۃ اتنا اہم فریضہ ہے کہ اسے میدانِ جنگ میں بھی ملتوی نہیں کیا گیا۔ اس حال میں بھی حکم ہے کہ مسلمان فوج دو حصوں میں بٹ جائے۔ ایک گروہ میدان سنبھالے اور دوسرا گروہ نماز ادا کرے۔ جب وہ فارغ ہو جائے تو میدانِ جنگ میں آ جائے اور جو گروہ میدانِ جنگ میں تھا وہ جا کر نماز ادا کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ قف فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ص وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ج (النساء۔ ۱۰۲)

ترجمہ: اور اے محبوب! جب تم ان میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں ان کی امامت کرو تو چاہئے کہ ان میں ایک جماعت تمہارے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیار لئے رہے پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تم سے پیچھے ہو جائیں اور اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہئے کہ اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لئے رہیں

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز ایسا فریضہ ہے جو تلواروں کی چھاؤں اور رزم و

WWW.KAZMIS.COM

پیکار کے ہنگاموں میں بھی معاف نہیں ہوتا۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ (الروم۔ ۳۱)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔

اس آیہ مبارکہ سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ قیام صلوٰۃ، توحید کی نمایاں ترین علامت ہے اور نماز سے گریز شرک ہے۔ اقامتِ صلوٰۃ سے متعلق قرآن حکیم میں سینکڑوں مقامات پر تاکیدی احکام بیان ہوئے ہیں۔ اگر ان کا استقصاء کیا جائے تو یہ کلام بہت طویل ہو جائے گا۔ صرف چند آیات مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝ (سورۂ ابراہیم۔ ۳۱)

ترجمہ: میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دئے ہوئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں۔ اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝ (البقرہ: ۴۳)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (البقرہ: ۱۱۰)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے۔ بیشک اللہ تمہارے سب کام خوب دیکھ رہا ہے

نماز کی دنیوی و اخروی برکات

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے بھی نماز کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ صحیحین میں ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا "اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ" (اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟) آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا، "اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقْتِھَا" (اپنے وقت پر نماز ادا کرنا) مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا

بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ — ترجمہ: بندۂ مسلم اور کافر کے درمیان نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔

یعنی ترکِ صلوٰۃ کفر کی علامت ہے۔ حضرت انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَیْسَ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالشِّرْکِ اِلَّا تَرْکُ الصَّلٰوۃِ وَاِذَا تَرَکَھَا فَقَدْ اَشْرَکَ (ابن ماجہ) — ترجمہ: بندۂ مسلم اور شرک میں صرف ترکِ صلوٰۃ کا فرق ہے۔ پس جب اس نے نماز چھوڑ دی تو شرک کیا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

نماز دین کے لئے ستون کا درجہ رکھتی ہے اور اس کی ادائیگی سے دس برکات حاصل ہوتی ہیں

- ۱ دنیا اور آخرت میں چہرہ منور رہتا ہے۔
- ۲ قلبی و روحانی مسرّت حاصل ہوتی ہے۔
- ۳ قبر منور ہو جاتی ہے۔
- ۴ میزانِ عمل میں نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوتا ہے۔

- ۵ جسم امراض سے محفوظ رہتا ہے۔
- ۶ دل میں سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔
- ۷ بہشت میں حور و قصور ملتے ہیں۔
- ۸ دوزخ کی آگ اور روزِ محشر کی تمازتِ آفتاب سے نجات مل جاتی ہے۔
- ۹ خدائے قدوس کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔
- ۱۰ جنت میں خدا کے دیدار کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ و بن العاص سے روایت ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"جو شخص نماز کی حفاظت کرے گا تو یہ اس کے لئے قیامت میں روشنی اور برہان بنے گی اور جو نماز کی محافظت نہیں کرے گا تو اس کے لئے روشنی، نجات اور برہان نہیں ہوگی اور وہ قیامت کے روز قارون، فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کی معیت میں ہوگا۔"

(مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمد، دارمی، بیہقی)

حضرت سیدنا حسن ؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، نماز پڑھنے والے کے لئے تین سعادتیں مخصوص ہیں۔ اول یہ کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں سے لے کر سر کی مانگ تک آسمان سے رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے قدموں سے لے کر فضائے آسمانی تک فرشتے اس کی محافظت کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ایک فرشتہ آواز دیتا ہے کہ اگر اسے خدا کے ساتھ اپنا معاملہ معلوم ہو تو یہ نماز میں اس قدر مستغرق ہو جائے کہ پھر اسے چھوڑ کر کسی اور جانب متوجہ ہی نہ ہو۔

WWW.KAZMIS.COM

حقیقت یہ ہے کہ نماز کی استواری سے ہی دین اور دنیا بدل سکتی ہے۔

جناب سرورِ عالم ﷺ نے جب دعوتِ حق وصداقت کا آغاز کیا اور آپ کا ساتھ دینے کے لئے چند پرستارانِ حق آگے بڑھے تو صورتِ حال یہ تھی کہ یہ لوگ ہر طرف سے اعدائے اسلام کے نرغہ میں محصور تھے۔ صرف مکہ ہی نہیں پورا عرب ان کے خون کا پیاسا تھا۔ ان کا کوئی مددگار نہیں تھا۔ ہر طرف مایوسی کی تاریکیاں مسلّط تھیں۔ ان لوگوں کی لاچاری ودرماندگی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ اس وقت ربِ ذوالجلال نے انہیں ان کے مرضِ کسمپرسی کا جو علاج بتایا وہ کیا تھا؟ یہی کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (نماز قائم کرو) وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ (نماز اور ثابت قدمی کے ذریعے خدا کی مدد طلب کرو) اور جب ان قدسی مآب انسانوں نے حکیمِ مطلق کے اس نسخہ پر عمل کیا تو اس کے نتائج یہی تھے کہ وہ دنیا پر چھا گئے۔

طبی نقطۂ نظر سے غور کیجئے تو بھی نماز کے بہت سے فوائد ہیں جو شخص بھی نماز ادا کرے، اسے نماز کی خاطر پاک وصاف رہنا پڑتا ہے۔ پانچوں وقت وضو کرتا ہے، لباس صاف رکھتا ہے، غلاظت کی چھینٹ تک سے بچتا ہے۔ جب خود صاف رہتا ہے تو اسے گھر، سامان، برتن غرضیکہ سب کچھ صاف رکھنا پڑتا ہے۔ اس طرح یقیناً اس کی صحت اچھی رہتی ہے۔

روحِ صلوٰۃ

نماز کی اصل روح خشیت وتقویٰ ہے۔ انسان معمولی سے افسر کے سامنے جائے تو انتہائی مؤدب بن جاتا ہے۔ خوف سے جسم لرز رہا ہوتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اسے اس کے سوا کوئی خیال نہیں آتا کہ وہ افسر کے سامنے کھڑا ہے اور اس سے بات کر رہا ہے۔ جب انسان بادشاہوں کے بادشاہ اور آقائے کائنات کے دربار میں

حاضر ہو تو اس کے قلب کی جو کیفیت ہونی چاہئے، قلم میں اس کی تاب بیان نہیں۔ اس احساس کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے حقیقی نماز وہی ہے اور وہی قوموں کی تقدیر بدل سکتی ہے لیکن وہ نمازیں جو دکھاوے کے لئے پڑھی جاتی ہیں زبان پر نماز کے کلمات ہوتے ہیں مگر ذہن کہیں اور بھٹک رہا ہوتا ہے تو انہیں پڑھنا بے اثر اور بے نتیجہ ہے۔

عارف رومی نے بجا ارشاد فرمایا ہے

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر ✿ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس طرح کی نماز کو توحید کے دامنِ تقدیس پر بدنما داغ سے تعبیر کیا ہے

رہے تری خدائی داغ سے پاک ✿ مرے بے ذوق سجدوں سے حذر کر

سچی نماز تو وہ ہے جس سے دل میں سوز وگداز اور خضوع وخشوع ہوتا ہے اور ذہن کو معراج المحبوب کا کیف وسرور حاصل ہوتا ہے۔ ایسی ہی نماز سے متعلق حضور ختمی المرتبت ﷺ کا ارشاد ہے

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ✿ نماز مومنوں کی معراج ہے

اور ایسی ہی نماز کا سرور حاصل کرنے کے لئے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے نالہ ہائے نیم شب دعا کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

نخواہم ایں جہاں و آں جہاں را ✿ مرا ایں بس کہ دانم رمزِ جاں را
سجودے دہ کہ از سوز و سرورش ✿ بوجد آرم زمین و آسماں را

تمدن اور معاشرت کی اصلاح میں بھی نماز بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ قانون اور حکومت کا خوف صرف ظواہرِ اعمال تک محدود ہے۔ اس کی داروگیر صرف انہی جرائم تک ہے جو کھلے بندوں کئے جائیں۔ سوسائٹی میں بھی ایک شخص اس وقت مطعون ہوتا ہے جب اس کی غلط کاریاں سوسائٹی کے علم میں آجائیں۔ آپ جانتے

www.kazmis.com

ہیں کہ آپ کے گردو پیش لاکھوں جرائم ہو رہے ہیں مگر حکومت کا ہاتھ صرف چند ہی انسانوں تک پہنچ جاتا ہے۔ نماز انسان میں یہ احساس بیدار کرتی ہے کہ سب حاکموں سے بڑا حاکم خدائے کائنات ہے، جس سے کوئی جرم نہیں چھپایا جا سکتا۔ گناہ چاہے شیش محلوں کے سنہری پردوں میں کیا جائے، اللہ کی نگاہ سے نہیں چھپ سکتا۔ جب انسان ہر روز ایمان و ایقان کے ساتھ پانچ وقت اللہ کے حضور میں حاضری دے تو اس سے کیسے کوئی گناہ سرزد ہوگا اور جس معاشرہ میں ایسے نماز گزار انسان بستے ہوں، اس سے بہتر معاشرہ زمین پر کہاں نصیب ہو سکتا ہے! اسلام ہی نے یہ پاکیزہ معاشرہ مہیا کیا تھا۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ (العنکبوت: ۴۵) ترجمہ: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔

خدا خوفی کا عدیم المثال مظاہرہ

عہد رسالت میں ایک مسلمان سے زنا کی معصیت سرزد ہوگئی۔ یہ گناہ اتنی مخفی صورت میں ہوا تھا کہ کوئی انسانی نگاہ وہاں نہ پہنچ سکی اور کسی کو علم نہ ہونے پایا۔ نفسانی خواہش کے ہیجان میں وہ ضبط نفس سے کام نہ لے سکا۔ بعد میں احساس ہوا کہ دنیوی عدالت کی سزا سے تو بچ سکتا ہوں مگر اخروی خسران سے کون بچائے گا۔ بہتر ہے کہ سنگساری کی سزا دنیا میں بھگت لوں۔ انتہائی ندامت کے ساتھ جناب صدیق اکبر ؓ کے پاس حاضر ہو کر کہا

"غضب ہو گیا مجھ سے زنا کا ملعون فعل سرزد ہوا ہے۔ براہِ کرم مجھے جناب رسالتمآب ﷺ کی خدمت میں لے جا کر سزا دلوا دیجئے۔"

آپ ؓ نے پوچھا کسی نے ارتکاب کرتے وقت بھی دیکھا ہے۔ جواب نفی میں پا کر فرمایا "جا اور کسی سے ذکر نہ کرنا۔ خدا سے توبہ کر جب اس نے تیرا یہ گناہ چھپالیا تو وہ تیرا گناہ بھی معاف کر دے گا۔" یہ الفاظ اور پھر حضرت ابوبکر ؓ کی زبان سے صادر ہوئے۔ اطمینان کے لئے یہی کچھ کافی تھا۔ اس وقت تو وہ مطمئن ہو کر گھر چلا گیا۔ مگر پھر خدا خوفی نے ذہن پر غلبہ پالیا اور عذاب آخرت کے تصور نے لرزا دیا۔ بھاگا بھاگا حضور ﷺ کے پاس پہنچا اور واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے بھی وہی کچھ فرمایا جو صدیق اکبر ؓ کہہ چکے تھے لیکن اس پر ایسا خوف طاری تھا کہ بار بار آتا اور سزا کی استدعا کرتا۔ چوتھی مرتبہ اس نے سزا کا عزم کامل کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کیا اور رجم کئے جانے کی التجاء کی۔ حضور ﷺ نے سنگساری کا حکم دیا اور اس نے پورے اطمینان کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔

غور کیجئے، اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کی سزا اذیت ناک موت ہے۔ ہر طرف سے پتھر برسائے جائیں گے، بے انتہا رسوائی ہوگی لیکن خدا خوفی کا جذبہ تھا، جس نے ہر اذیت برداشت کرنے کا تحمل عطا کر دیا۔ تمدن و معاشرت کی پوری تاریخ اس طرح کی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس طرح کا ایمان و ایقان نماز ہی سے نصیب ہو سکتا ہے۔

پابندی صلوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور محض نہیں بلکہ صاحب اختیار بنایا اور پھر خود ہی ہدایت و ضلالت کی راہیں وضع کر دیں۔ معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لئے جو قوانین خدائے قدوس نے وضع فرمائے، ان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک بہت

www.kazmis.com

عظیم قانون ہے۔ اس طرح گویا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا محتسب ہو جاتا ہے۔
حضور ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

"تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے
روک دے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے
اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل میں اسے برا سمجھے اور یہ
ضعیف ترین ایمان ہے۔"

یہ تو ہر مومن کی انفرادی ذمہ داری ہے۔ نماز میں جب ہم نَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ ہم ہر فاسق سے ترکِ موالات کریں گے۔ اجتماعی طور پر پوری ملت اسلامیہ کو حکم ہوا ہے کہ وہ پوری دنیا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دے۔ یہ دونوں طاقتیں اخلاقی طاقتیں ہیں۔ تیسری طاقت قانونی ہے اور وہ یہ کہ اسلامی حکومت پوری قوت سے برائی کی بیخ کنی کر کے معاشرہ کو جرائم سے نجات دلائے۔ نماز چونکہ اس سلسلہ میں سب سے بڑا عامل ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اس کی ادائیگی پر بہت زور دیا ہے۔ صرف ادائیگی ہی نہیں بلکہ با جماعت ادائیگی۔ آپ نے یہاں تک فرمایا کہ "جو لوگ جماعت سے نماز ادا نہیں کرتے اور گھر میں نماز پڑھ لیتے ہیں، دل چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔" فقہ شافعی اور مالکی میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ تارکِ صلوٰۃ کو قتل کر دیا جائے۔ فقہ حنفی میں کچھ رعایت ہے اور وہ یہی کہ تارکِ صلوٰۃ کو قتل نہ کیا جائے لیکن اس وقت تک قید رکھا جائے، جب تک وہ نماز کی پابندی کا حتمی وعدہ نہ کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسے تا حیات قید رکھا جائے۔ جب تک اسلامی حکومت قائم رہی، مساجد میں تمام مسلمان با جماعت نماز ادا کرتے تھے۔ امامت لازمۂ حکومت سمجھی جاتی تھی۔ قصبات تک میں وہاں کے حاکم نماز پڑھاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام

مسلمان مساجد میں اجتماعی طور پر نماز پڑھنے میں مجبور ہوا کرتے تھے۔

لڑکوں اور لڑکیوں کو ابتداء ہی سے پڑھنے کے لئے وہ نصاب مہیا کیا جاتا تھا جو ان کی رگ و پے میں دینی روح سرایت کر دیتا تھا اور مسلمان مہد سے لحد تک مذہبی فضاء میں رہتا تھا اور اس کی یہ برکت تھی کہ زمین و آسمان اس کے لئے برکات و حسنات کے سرچشمے بنے ہوئے تھے۔ مکاتب نے بھی بہت اہم کردار سرانجام دیا۔ مدارس و مکاتب بالعموم مسجدوں یا درگاہوں سے ملحق تھے۔ ان میں سب سے پہلے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم دی جاتی تھی۔ پھر آمد نامہ، گلستان، بوستان، سکندر نامہ، اخلاق جلالی، اخلاق ناصری اور کیمیائے سعادت وغیرہ کتابیں ہر طالبعلم کو پڑھنا پڑتی تھیں۔ ایک طرف اس تعلیم سے مذہبیت، دل و دماغ پر مرتسم ہو جاتی تھی، دوسری طرف مساجد اور درگاہوں کا قرب خیالات کو متاثر کرتا تھا، تیسری طرف مکاتب کے معلمین، تعلیم کے ساتھ تربیت کا فریضہ بھی سرانجام دیتے تھے۔ کسی طالبعلم کی مجال نہ تھی کہ وہ نماز نہ پڑھے، مکتب میں شرارت تو کجا گھر میں بھی کوئی طالبعلم شرارت نہیں کرتا تھا کہ میاں جی کو خبر ہوئی تو کم بختی آ جائے گی۔ بڑے بڑے امراء و روسا کے بچے غریب معلموں کا ادب کرتے تھے اور غلاموں کی طرح اطاعت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ جب سے یہ باتیں ختم ہوئی ہیں، ترکِ صلوٰۃ کا فتنہ پروان چڑھنے لگا ہے۔

نظامِ صلوٰۃ کے ثمرات و نتائج

صلوٰۃ با جماعت کے دنیوی فوائد حسب ذیل ہیں۔

صلوٰۃ با جماعت، مسجد میں ادا کی جاتی ہے۔ اس طرح مسلمانوں میں ایک مرکز پر جمع ہونے کا احساس بیدار رہتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر حضور ﷺ نے

www.kazmis.com

ارشاد فرمایا

"جس نے اذان سنی اور مسجد میں آنے کا ارادہ نہ کیا، اس کی نماز نہیں ہوگی بشرطیکہ اسے کوئی معذوری نہ ہو۔"

امام

نماز با جماعت ایک امام کی اقتداء میں ادا کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنا امام خود منتخب کریں۔ ظاہر ہے کہ نماز جیسے مقدس فریضہ کی امامت کے لئے جب ایک مسلمان رائے دیتا ہے تو اس کی رائے انتہائی دیانتدارانہ ہوگی۔ اس طرح گویا ایک امیر اور حاکم کے صحیح انتخاب کی تربیت نماز ہی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور یہ امر موجودہ دور کی جمہوریت کی اصل روح ہے۔ پھر منصب امامت کسی خاص ذات سے مخصوص نہیں کیا گیا۔ نہ ہی اسے کسی کا ورثہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے لئے علم و فضل اور تقویٰ ہی سب سے بڑا معیار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جماعت میں جو سب سے زیادہ صاحب علم اقرأ ہو وہی منصب امامت کا سب سے زیادہ اہل ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ کرام ؓ نے ایک مرتبہ قرآن حکیم کے زیادہ ہونے کی بناء پر ایک کمسن صحابی کو ہی اپنا امام مقرر فرمالیا تھا[1]۔ غور کیجئے کہ اس سے لوگوں میں علمی و عملی فضائل کے حصول کا کس قدر شوق ظاہر ہوتا ہے۔

اقتداء

نماز کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ انسان میں احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہر کام میں کسی کی اقتداء کی جائے۔ انسان کو شتر بے مہار کی طرح اپنی مرضی پر عمل کرکے قانون شکنی اور تخریبی کارروائیوں کی قطعاً اجازت نہیں۔

---

[1] اس کی تفصیل مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۰۰ و دیگر کتب احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

وحدتِ فکر و عمل

دنیا بھر کے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں نماز پڑھنے لگیں تو قبلہ کی طرف منہ پھیر دیں۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ ط (البقرۃ: ۱۴۴)

ترجمہ: اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو۔

اس کی بھی وضاحت کردی کہ معاذ اللہ خدا کی ذات کسی خاص جہت میں مقید نہیں۔ وہ تو ہر جگہ دیکھتا اور سنتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط (البقرۃ: ۱۵۵)

ترجمہ: اور پورب، پچھم سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔

قبلہ کا تعین صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ عالمگیر طور پر مسلمانوں میں وحدتِ فکر و عمل پیدا ہو۔ قبلہ بین العالمی مرکزیت کا تصور راسخ کرتا ہے۔ اسی لئے فرمایا

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ط (البقرہ: ۱۴۸)

ترجمہ: تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا۔

اطاعتِ امیر

جس قوم میں اطاعت امیر کا جذبہ نہیں ہوتا وہ کمزور ہوجاتی ہے اور بالآخر تاریخ اسے اٹھا کر ذلت کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے۔ قوموں کی تربیت کے لئے ان میں ایک ایسا امیر ہونا چاہئے جس کے اشارے پر تمام قوم متحرک ہو اور اس کے جائز احکام کی مکمل طور پر تعمیل کرے۔ نماز با جماعت مسلمانوں کا اکٹھے حرکت کرنے میں دراصل یہ درس ہے کہ معاشرتی زندگی میں بھی انہیں اپنے لئے ایسا امام منتخب کرنا

چاہئے جس کی اطاعت کر کے وہ کامرانی و فیروزمندی سے ہمکنار ہوں۔

اطاعت امیر کے لئے ایک طرف تو قوم میں فرماں پذیری کا جذبہ ہو، دوسری طرف قوم کو امیر بھی اسی طرح صالح اور متقی کو منتخب کرنا چاہئے، جس طرح وہ نماز کی امامت کے لئے کرتی ہے۔ نماز سے یہی دو سبق حاصل ہوتے ہیں۔ وہ ایک دائمی تسلسل رکھنے والی تحریک ہے جو قوم کے اعضاء و جوارح کو مکمل اطاعت کے لئے ہر وقت بر سرِ عمل رکھتی ہے۔

مساوات

مساواتِ انسانی کا تصور اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس کا اوّلین درس حضور ﷺ کی زبانِ صداقت ترجمان سے نکلا تو نسل پرستی کے عفریت تڑپ اٹھے اور چاروں طرف ان کی زہریلی زبانیں شر افشاں ہو گئیں۔ ابو جہل نے غلافِ کعبہ پکڑ کر نوحہ کیا ؎

سینۂ ما از محمد داغ داغ ☼ از دم او کعبہ را گل شد چراغ

آخر کیوں؟ صرف اس لئے کہ

در نگاہِ او یکے بعد بالا و پست ☼ با غلامِ خویش بریک خواں نشست

اسلام کی ابتداء بھی یہی تھی اور انتہا بھی یہی۔ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں جو نوع انسانی کے لئے منشورِ حیات کی حیثیت رکھتا ہے پھر اعلان فرمایا

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدٍ وَلَا لِاَسْوَدٍ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى

ترجمہ: کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔

یہ اس حقیقت کا اعلان تھا کہ انسانی فضیلت نہ خاندان پر موقوف ہے اور نہ نسل، خون یا رنگ پر، نہ کسی خاص ملک یا قوم کا باشندہ ہونا اس بارے میں معیار بن سکتا ہے، نہ اچھا لباس، عالیشان مکان یا دولت و ثروت کے انبار کسی کو بڑا بنا سکتے ہیں۔ محض علم یا عہدہ، منصب بھی بڑائی کا وسیلہ نہیں بن سکتا۔ املاک کی فراوانی بھی اس باب میں قطعاً سودمند نہیں ہو سکتی۔ بڑائی اور افضلیت صرف تقویٰ، پرہیزگاری، حسن عمل اور فضیلت اخلاق پر منحصر ہے۔ نظام صلوٰۃ اس عقیدے کا عملی اظہار ہے۔ اس میں کالے گورے، امیر غریب، عربی، عجمی کی کوئی تمیز نہیں۔ سب خدا کے حضور پہنچ کر برابر ہو جاتے ہیں اور ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نسل انسانی کو مساوات کا درس دیتے ہیں۔ ؎

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز ☼ قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز ☼ نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

پھر یہ عملی مظاہرہ کبھی کبھی نہیں بلکہ دنیا کے ہر گوشے میں روزانہ پانچ مرتبہ لوگوں کے سامنے آتا ہے۔ آج دوسرے مذاہب کے لوگ مساوات اور جمہوریت کا نام لیتے نہیں تھکتے۔ کیا مسلمانوں کی طرح معاشرتی مساوات کی ایسی درسگاہیں ان کے پاس بھی کہیں ہیں۔

پانچ وقت کی مجلس عمومی

نظام صلوٰۃ کا ایک اور بڑا ثمرہ یہ ہے کہ اس سے ایک مخصوص علاقہ کے مسلمان روزانہ پانچ وقت ایک جگہ پر جمع ہوتے ہیں۔ یہ پانچ وقتہ اجتماعات انہیں

WWW.KAZMIS.COM

ایک دوسرے کے احوال وکوائف سے آگاہ رکھتے ہیں۔ کوئی حاضر نہیں ہوتا تو اس کی عدم حاضری کے اسباب معلوم کرکے سب مل جل کر ان اسباب کا تدارک کرتے ہیں۔ اسی طرح جمعہ، ایک قسم کا ہفتہ وار اجتماع ہے جس میں اس سے بڑے رقبہ کے مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ عیدین، سالانہ اجتماعات ہیں۔ اس طرح مسلمان ایک دوسرے سے بے خبر نہیں رہ سکتے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ہنگامی ضرورت پیش آئے تو آنحضرت اور خلفائے راشدین کے دور میں یہ طریقہ تھا کہ منادی کرا دی جاتی تھی اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ (نماز جمع کرنے والی ہے) سب لوگ مسجد میں جمع ہو جاتے۔ ہنگامی صورتِ حال سے انہیں آگاہ کیا جاتا اور لوگ اپنے مشورے بیان کرتے۔ گویا نظام صلوٰۃ مسلمانوں کے مذہبی، اجتماعی اور سیاسی مسائل کے حل کا ذریعہ ہے۔

باہمی الفت ومحبت

دن میں پانچ وقت جب ایک محلّہ کے مسلمان ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں تو ان کی بیگانگی دور ہو جاتی ہے اور وقفہ وقفہ کے اس میل ملاپ سے باہمی محبت ومودّت کو فروغ حاصل ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے تعاون اور ہمدردی کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ قرآن حکیم نے نظام صلوٰۃ کے اس نتیجۂ خاص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ (روم: ۳۱۔ ۳۲)	ترجمہ: اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو، ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہو گئے گروہ گروہ

اس سے ظاہر ہوا ہے کہ نظام صلوٰۃ کا قیام مسلمانوں کو باہمی تشتت وافتراق سے روک کر انہیں وحدت کی لڑی میں پرو دیتا ہے۔

ہمدردی وغمخواری

نماز مسلمانوں میں صحیح ہمدردی اور سچی غمخواری کے جذبات پیدا کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہے۔ جب مفلس و دولت مند روزانہ پانچ مرتبہ ایک جگہ جمع ہوں اور صاحب سرمایہ اپنی آنکھوں سے اپنے غریب بھائیوں کی حالت زار دیکھیں تو لازماً ان کے دلوں میں غمخواری کو تحریک ہوگی اور وہ اپنی فیاضی سے کام لے کر غریبوں کی حالت میں تبدیلی کا باعث بنیں گے۔ حضور کے دور میں اصحاب صفہ کا گروہ سب سے زیادہ ہمدردی کا مستحق تھا۔ وہ لوگ مسجد میں رہتے تھے۔ مسلمان نماز کے لئے جاتے تو انہیں دیکھ کر ہمدردی پیدا ہوتی اور وہ کھجوروں کے خوشے لے جا کر مسجد میں لٹکا دیتے تھے اور انہیں اپنے گھروں میں لے جا کر کھانا کھلاتے۔

جنگ کی تربیت

اعلائے کلمۃ اللہ اور باطل کی بیخ کنی کے لئے جنگ کرنا مسلمان کا بنیادی فریضہ ہے اور اسے چاہئے کہ وہ ہر وقت جہاد کی تیاری میں مصروف رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا مسلمان وہ ہے کہ جب جہاد ہو رہا ہو تو وہ اس میں شریک ہو اور جب جہاد نہ ہو رہا ہو تو اس کی تیاری میں مصروف رہے۔ نظام صلوٰۃ اس مقصد کے حصول کی تربیت کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ اطاعت امام، باہمی محبت ودستگیری اور صف بندی پھر امام کے اشاروں پر تمام صفوں کی ہم آہنگانہ نقل وحرکت یہ سب چیزیں مسلمانوں کو تربیتِ حرب دیتی ہیں۔ کپکپاتے جاڑوں میں سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پانچ وقت وضو کرنا، چلچلاتی دھوپ اور شعلے برساتی ہوئی لو میں ظہر کے وقت اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں پہنچنا۔ اسی طرح خواب سحر کی کیف آگینیوں کو تج دینا، یہ ساری باتیں مسلمانوں کے تمام قوائے عمل کو بیدار کر کے ان میں مقصد کی لگن کے لئے جفاکشی سکھاتی ہے اور مسلمان سپاہیانہ خصائص کے خوگر بنتے ہیں۔

www.kazmis.com

پختگی کردار

زندگی کے ہر میدان میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جن کے کردار میں اولوا العزمی، استقلال اور ثبات کے اوصاف پائے جائیں۔ نماز ہی ایک ایسا فریضہ ہے جو انسان کی سیرت کو ان صفات سے مالا مال کر دیتا ہے کیونکہ یہ چیزیں مداومت اور مواظبت سے پیدا ہوتی ہیں اور نماز اس کا عظیم مظہر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے

اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۔ ترجمہ: جو اپنی نماز کے پابند ہیں۔ (المعارج ۲۳)

پابندئ وقت

وقت کی پابندی کی افادیت سے انکار کرنا آفتاب درخشاں کو سیاہ گیند کہنا ہے۔ کیوں کہ عملی زندگی میں انسان کی کامیابی کا سب سے بڑا راز اسی حقیقت میں مضمر ہے کہ وہ ہر کام وقت مقررہ پر ادا کرے۔ پابندئ وقت سے غافل خرگوش کچھوؤں کی سست رفتاری سے شکست کھا جاتے ہیں۔

رفتم کہ خار از پا کشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ را ہم دور شد

اس سلسلہ میں نماز کا قیام بڑا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ نماز کے اوقات معین ہیں اور پھر اسے وقت پر پڑھنے کی تاکید اس قدر کی گئی ہے کہ کسی حال میں بھی اسے دوسرے وقت کے لئے ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ حتیٰ کہ میدانِ جنگ میں بھی اس کے وقت کو مؤخر کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی شخص حالتِ خوف میں بھاگا جا رہا ہے، نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو چاہے وہ بھاگتے ہوئے اشاروں سے نماز ادا کرے تو بھی ضرور ایسا کرے۔ اسی طرح قریب الموت اور ڈوبتے ہوئے آدمی پر بھی وقت پر نماز

جس طریق سے ممکن ہو، ادا کرنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر وقت کا پابند ہو گا، وہ زندگی کے ہر مرحلہ میں کامیاب رہے گا۔

سحر خیزی

سحر خیزی کو طبی نقطۂ نظر اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ وہ انسان جو صبح سویرے اٹھتا ہے اور صبح کی پاکیزہ ہوا میں سانس لیتا ہے، دن کو بھی اس کی طبیعت چاق و چوبند رہتی ہے۔ سستی اور کاہلی اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتی اور یہ نعمت بھی پابند صلوٰۃ مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

زمستانی ہوا میں گرچہ تھی شمشیر کی تیزی
نہ چھوٹے مجھ سے لندن میں بھی آدابِ سحر خیزی

نماز کے آداب و شرائط

نماز کی ادائیگی کے لئے آداب و شرائط بھی ہیں۔ حضرت شیخ مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ نے ان شرائط کا درج ذیل انداز میں ذکر فرمایا ہے

"نماز کی شرائط میں سے پہلی شرط جسم کی طہارت ہے، ظاہر میں نجاست سے اور باطن میں خواہشاتِ نفسانی سے۔ دوسری شرط لباس کی طہارت ہے، ظاہر میں نجاست و غلاظت سے اور باطن میں مال حرام سے۔ تیسری شرط مکان کی طہارت، ظاہر میں نجاست اور گندگی سے اور باطن میں فساد اور گناہ سے۔ چوتھی شرط قبلہ کی طرف رُخ کرنا اور ظاہر میں قبلہ و کعبہ شریف ہے اور باطن میں عرشِ معلےٰ۔ پانچویں شرط قیام ہے، ظاہر میں

WWW.KAZMIS.COM

طاقت کی حالت میں اور باطن میں قرب حق۔ قیام باطن کی شرط یہ ہے کہ حقیقت کے درجہ میں اس کا وقت ہمیشہ ہے۔ چھٹی شرط حق تعالیٰ کی طرف توجہ کرکے خالص اسی کے لئے نیت کرنا ہے۔ ساتویں شرط یہ ہے کہ انسان کے دل میں ہیبت الٰہی ہو۔ وہ تکبیر پڑھے، نہایت ترتیل سے قرأت کرے، گڑگڑا کر رکوع و سجود کرے اور دلجمعی سے تشہد پڑھے۔

(کشف المحجوب)

اب ذرا تفصیل سے آداب و شرائط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

اقامتِ صلوٰۃ

نماز پڑھنے کے لئے قرآن حکیم میں اقامتِ صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں پورے آداب و ارکان و سنن کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔ چنانچہ حالت خوف میں جہاں آداب و ارکان کو وقتی طور پر چھوڑ دینے کی اجازت عطا ہوئی وہاں ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا

فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (النساء: ١٠٣) ترجمہ: پھر جب مطمئن ہوجاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام صلوٰۃ کا مفہوم اطمینان سے تمام آداب و ارکان و شرائط کے ساتھ نماز ادا کرنا ہے۔

قنوت

یہ ایک جامع لفظ ہے جس کے معنی لغت میں حسب ذیل ہیں۔ چپ رہنا، بندگی کرنا، دعا مانگنا، ادب سے کھڑے رہنا، دیر تک کھڑے رہنا، عاجزی کرنا۔

(لسان العرب)

قرآن حکیم میں ہے

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (البقرہ: ٢٣٨) ترجمہ: اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے

صحابہ کہتے ہیں کہ پہلے ہم لوگ نماز میں کوئی نہ کوئی بات کرلیا کرتے تھے۔ جب یہ آیۂ کریمہ اتری تو حضور ﷺ نے ہمیں ممانعت فرمادی کیوں کہ ایسا کرنا تو آدابِ نماز کے خلاف تھا۔

خضوع وخشوع

خشوع کے لغوی معنی ہیں

بدن کو جھکانا، آواز پست کرنا، آنکھیں نیچی رکھنا یعنی ہر ادا سے عاجزی اور مسکنت کا اظہار کرنا۔ (لسان العرب)

خضوع وخشوع، آدابِ نماز میں سے بہت بڑا رکن ہے۔ صحیح مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المومنون: ٢) ترجمہ: جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

کیونکہ نماز خالق کائنات کے حضور میں اپنی بے چارگی، عاجزی اور بے بسی کے اظہار کا نام ہے۔ اگر خشوع نہ ہو تو نماز کا مقصد اصلی حاصل نہیں ہوتا۔

تبتل

تبتل کے اصل معنی کٹ جانے کے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں تمام علائق حیات سے کٹ کر صرف خدا کا ہو جانا تبتل ہے۔ سورہ مزمل میں قیام لیل کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ (المزمل: ٨) ترجمہ: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

WWW.KAZMIS.COM

یعنی نماز کے وقت خدا کی عظمت و جلالت اور اپنی عاجزی و بے چارگی کے سوا تمام خیالات سے ذہن کو منقطع کر لیا جائے۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے ایک طرح سے اسی آیت کی تفسیر فرمادی ہے۔ حضرت عمر بن سلمٰی سے روایت ہے کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے نماز سکھائی اور فرمایا "جب کوئی باوضو ہو کر نماز کے لئے کھڑا ہوا، پھر خدا کی حمد و ثناء کی پھر خدا کی بزرگی کا اظہار کیا جو اسے زیب دیتی ہے اور اپنے دل کو خدا کے لئے ہر چیز سے فارغ کیا (فرغ قلبہ) تو وہ نماز کے بعد ایسے ہو جاتا ہے جیسے اسی وقت اس نے ماں کے پیٹ سے جنم لیا۔" (صحیح مسلم جلد اول)

تضرع

لغت میں تضرع کے معنی انتہائی عاجزی، مسکنت اور زاری سے سوال کرنے کے ہیں۔ (لسان العرب)

غلام جب اپنے آقا کے حضور دست سوال دراز کر رہا ہو تو اس پر عجز والحاح کی صحیح کیفیات طاری ہونی چاہئیں۔ اگر ایسا نہیں تو دینے والا جو علام الغیوب ہے اور جس سے دل کی خفیف سے خفیف کیفیت بھی نہیں چھپائی جا سکتی، وہ درخواست کیسے قبول فرمائے گا۔ ارشاد باری ہے

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً — ترجمہ: اور اپنے ربّ کو اپنے دل میں یاد کر و زاری اور ڈر سے

(الاعراف: ۲۰۵)

اخلاص

نماز کے آداب کی اصل بنیاد اخلاص اور حضور قلب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ (طٰہٰ: ۱۴) — ترجمہ: اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھ۔

اور یاد صرف زبان سے الفاظ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ پورے خلوص سے دل کی معیت کا نام ہے۔ اگر یہ حاصل نہیں تو نماز محض ریا شمار ہوگی۔ جسے بعض اہل صداقت نے شرک جیسی لعنت میں شمار کیا ہے۔

وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (الاعراف: ۲۹) — ترجمہ: اور اپنے منہ سیدھے کرو ہر نماز کے وقت اور اس کی عبادت کرو نرے اس کے بندے ہو کر۔

WWW.KAZMIS.COM

فہم

نماز پڑھتے ہوئے الفاظ کے معانی پر تدبر کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ان کی طرف خیال نہ ہوا تو دل وساوس میں کھو جائے گا۔ اسی لئے حالت سکر میں نماز ادا کرنے کی مخالفت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ — ترجمہ: اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

اس سے ظاہر ہے کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے اس کا فہم بھی ہونا چاہئے۔ اسی لئے غلبۂ نیند میں بھی حضور ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمادیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے

"جب تم پر نیند غالب ہو تو سو جاؤ کیونکہ اگر اس حال میں نماز پڑھو گے تو ہو سکتا ہے تم مانگنے کی بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگو۔" ....(صحیح مسلم)

ارکان و آداب کا لحاظ

ارکان و آداب چاہے ظاہری ہوں چاہے باطنی، ان سے غفلت برتنا نماز سے غفلت اور ریا ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں، ان کے متعلق خدائے قدوس کا ارشاد ہے

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

سکون و اطمینان

نماز کے تمام ارکان پورے سکون و اطمینان سے ادا کرنے چاہئیں۔ ارکان کو جلد اور عجلت ادا کرنے والوں کی نماز کو آپ نے مرغ کی ٹھونگیں مارنے سے تشبیہ دی ہے۔ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں ایک شخص نے جلد جلد نماز ادا کی آپ نے فرمایا "اے شخص! تیری نماز نہیں ہوئی، اسے دوبارہ پڑھ۔" اس نے پھر اسی طرح پڑھی۔ آپ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ تیسری مرتبہ بھی اسی طرح ہوا تو اس نے عرض کیا، "یا رسول اللہ ﷺ! پھر کیسے پڑھوں؟" آپ نے فرمایا، اس طرح کھڑا ہو، اس طرح قرأت کر، اس طرح اطمینان و سکون سے رکوع و سجود کر۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداؤد)

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا "سب سے بڑا چور وہ ہے جو نماز میں چوری کرتا ہے۔" صحابہ نے عرض کیا "نماز کی چوری کیا ہے؟" آپ نے فرمایا، "رکوع و سجود اچھی طرح نہ کرنا اور خشوع نہ ہونا۔" (مسند احمد، دارمی، طبرانی، عبدالرزاق)

ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا، "جب تم باہر سے آؤ اور نماز ہو رہی ہو تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ اس طرح آؤ کہ تم پر سکون اور وقار طاری ہو۔" (صحیح مسلم)

اگر بے اطمینانی و بے سکونی کے اسباب ہوں تو پہلے انہیں ختم کیا جائے پھر

نماز پڑھی جائے۔ مثلاً بھوک سے بے تابی ہو، کھانا دھرا ہوا اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے کھانا کھالیا جائے۔

(بخاری، مسلم، ابوداؤد، موطا امام مالک، ترمذی، مستدرک حاکم)

مکمل توجہ

نماز کی روح مکمل توجہ اور حضورِ قلب ہے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا

"اپنے رب کی عبادت اس احساس سے کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر یہ احساس نہیں پیدا ہو سکتا تو اس احساس سے کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔"
(صحیح بخاری)

نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر دیکھنا بھی آدابِ صلوٰۃ کے خلاف ہے۔ اس سے مکمل توجہ حاصل نہیں رہتی۔ آپ کا ارشاد ہے

"نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھا کرو۔ کیا تمہیں یہ اندیشہ نہیں کہ ممکن ہے تمہاری نظر واپس نہ آسکے۔" (مسند احمد)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا

"جب تک بندہ نماز میں دوسری طرف توجہ نہیں کرتا، اللہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے اور جب خدا کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی توجہ ہٹالیتا ہے۔" (مسند احمد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

"تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو پوری طرح خدا کی طرف متوجہ رہے، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے اور نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھو، کیونکہ جب تک نماز میں ہو خدا سے باتیں کر رہے ہو۔" (طبرانی)

WWW.KAZMIS.COM

ایک اور روایت میں آپ کا ارشاد ہے

"جب بندہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو خدا فرماتا ہے تو کدھر دیکھتا ہے۔ کیا تیرے نزدیک مجھ سے بھی کوئی چیز بہتر ہے۔ تو میری طرف دیکھ۔ دوسری مرتبہ بھی یہی فرماتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ بھی بندہ سے وہی حرکت سرزد ہوتی ہے تو خدا اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔"

(کنز العمال)

ایک مرتبہ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آخری صف کے ایک نمازی کو آواز دے کر فرمایا،

"اے فلاں! تو خدا کا خوف نہیں کرتا۔ یہ کس طرح نماز پڑھتا ہے۔ جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اپنے رب سے محوِ گفتگو ہوتا ہے پس سوچنا چاہئے کہ وہ اس سے کس طرح گفتگو کرے۔"

(مستدرک حاکم)

اسی طرح نماز کی حالت میں تھوکنا اور خصوصاً سامنے تھوکنا بھی آدابِ صلوٰۃ کی صریح خلاف ورزی ہے۔ آپ نے صحابہ ؓ سے فرمایا

"نماز میں خدا تمہارے سامنے ہوتا ہے، تو کیا تمہیں یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اس کے سامنے تھوکو۔" (صحیح مسلم، ابوداؤد، مستدرک حاکم)

ادائیگی نماز میں ایسے کپڑے پہننا یا اس قسم کا پردہ لٹکانا جس کے بیل بوٹوں میں دل محو ہو جائے اور نماز میں توجہ ہٹ جائے، مکروہ ہے۔ ایک دفعہ آپ نے ایسی ہی ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھی، پھر فرمایا

"اس کے نقش و نگار میں میری توجہ الجھ گئی۔ اسے تاجر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور میرے لئے سادہ چادر لے آؤ۔" (صحیح مسلم)

آپ کا ارشادِ گرامی ہے

"نماز دو دو رکعت کر کے ہے، ہر دوسری رکعت میں تشہد ہے۔ عجز و الحاح ہے، عاجزی ہے، خشوع و خضوع ہے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر اے رب کہنا ہے۔ جس نے ایسا نہ کیا، اس کی نماز ناقص رہی۔"

ایک صحابی نے ایک دفعہ نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا

"جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تمہاری نماز اس احساس کے ساتھ ہو کہ معلوم ہو کہ تم اس وقت موت کے منہ میں جا رہے ہو اور دنیا کو چھوڑ رہے ہو۔" (مسند احمد)

عرب کے معاشرہ پر نظامِ صلوٰۃ کے اثرات

نظامِ صلوٰۃ کے متعلق جو کچھ تحریر کیا گیا ہے یہ محض کھوکھلی لفاظی نہیں۔ اس کی تصدیق ریگزارِ عرب کے ان ذرّات سے پوچھئے، جن پر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی تابناک پیشانیوں کے پر خلوص سجدے بکھرے ہوئے ہیں۔ اس کی تائید عرب کے معاشرہ کی تاریخ کرے گی جو صرف خود ہی بہت بڑے انقلاب سے دوچار نہیں ہوا تھا بلکہ پورے کرۂ ارض کو اس سے روشناس کر دیا تھا۔ وہ عرب جو خدائے قدوس سے بے گانہ تھے۔ شرک و طغیان اور کفر و عصیان نے جن کا قومی تشخص تک تباہ کر دیا تھا۔ نظامِ صلوٰۃ نے ان کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ ان کی حالت بیان کرتے ہوئے اللّٰہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور: ۳۷)

ترجمہ: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے یادِ خداوندی کا کیف مردوران کی زندگی کے ہر گوشے پر محیط ہو گیا۔

www.kazmis.com

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا ترجمہ: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں
وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آل عمران: ۱۹۱) کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

راتوں کو جب سرگشتگانِ غفلت آبادِ ہستی، نیند کی خمار آلود آغوش میں پڑے ہوتے ہیں تو یہ وارفتگانِ محبت الٰہی اپنی خوابگاہوں سے اٹھ کر اپنے رب کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ترجمہ: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب
یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے
(السجدہ: ۱۶) ہیں، ڈرتے ہیں اور امید کرتے۔

وہ جن کا حال یہ تھا کہ جب ان سے خدا کے سامنے جھکنے کی بات کی جاتی تو وہ غرور سے گردن پھیر کر چل دیتے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ ارْکَعُوْا لَا یَرْکَعُوْنَ ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ
(المرسلت: ۴۸) نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے۔

اب ذرا اس انقلاب حال کو بھی دیکھئے کہ

تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا ترجمہ: تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے
مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا (الفتح: ۲۹) میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے۔

ایک وہ وقت تھا کہ خدا کا نام اور خدا کا پیغام انہیں سخت ناگوار اور گراں گزرتا تھا۔

وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ ترجمہ: اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا
قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ہے، دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو
(زمر: ۴۵) آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

اب یہ وقت آ گیا تھا

اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ ترجمہ: کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان
قُلُوْبُھُمْ (حج: ۳۵) کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔

وہ عرب جن کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے تھے جن میں معمولی معمولی باتوں پر پشتینی عداوتیں جنم لے لیتی تھیں اور اس آگ میں سینکڑوں انسان بھسم ہو جاتے تھے، یہ نظام صلوٰۃ ہی کی برکت تھی کہ ان میں باہمی الفت و محبت اس قدر جوش زن ہوئی کہ اگر ایک کے پاؤں میں کانٹا چبھتا تھا تو دوسرا اس کی کھٹک اپنے دل میں محسوس کرتا تھا۔

وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ ترجمہ: اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو
کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ جب تم میں بیر تھا، اس نے تمہارے
فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖ اِخْوَانًا دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل
(آل عمران: ۱۰۳) سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

وہ جو عورت کو ذلت کی گٹھڑی سمجھتے تھے اور بیٹی کی پیدائش کی خبر سن کر جن کے چہرے سیاہ پڑ جاتے تھے اور پھر انہیں زندہ درگور کر دیتے تھے۔

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر ٭ تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی تھی جو شوہر کے تیور ٭ کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

وہی لوگ دنیا میں احترام خواتین کے علمبردار بن گئے۔ غرضیکہ یہ نظام صلوٰۃ ہی کی برکات تھیں جس نے ان کی زندگی کے ہر گوشے میں انقلاب برپا کر دیا۔ وہ جن کا پیشہ ڈاکہ زنی تھا، وہ دنیا کے پاسبان بن گئے۔ قتل و غارت جن کا مشغلہ تھا، وہ امن کے پیغامبر بن گئے۔ وہ جنہیں فحاشی و بے حیائی سے عشق تھا، اب پاکیزگی اور

WWW.KAZMIS.COM

قدوسیت کے پیکر بن گئے۔ وہ جو باہمی چپقلش کے باعث اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ تاریخ کے جھونکے انہیں ٹھوکروں میں فنا کر رہے تھے، نظام صلوٰۃ کے باعث پوری دنیا پر چھا گئے۔ تاریخ نے جنہیں بھلا دیا تھا تاریخ ساز بن گئے۔ جہالت کیلئے جنہیں بطورِ مثال پیش کیا جاتا تھا، دنیا میں علم کا نور انہی کے ذریعہ سے پھیلا۔ سائنس و حکمت کی شمعیں انہوں نے روشن کیں۔

ترکِ صلوٰۃ کے بھیانک نتائج

جب انہی لوگوں کے اخلاف نظام صلوٰۃ سے بے نیاز ہو گئے تو جو حشر ان کے ساتھ ہوا تاریخ اس کے ماتم سے کبھی فارغ نہیں ہو سکے گی۔ وہ جو شہنشاہوں کے تاجوں سے کھیلا کرتے تھے، غلامی کے بندھنوں میں جکڑ دیئے گئے، ذلت و مسکنت ان کا مقدر بن گئی اور وہ ہلاکت و تباہی کا ہدف بن گئے۔ دنیا بھر کی برائیاں ان کی سیرت و کردار کو گھن کی طرح کھا گئیں اور اس آیت کا مصداق بن گئے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ (مریم: ۵۹)

ترجمہ: اور ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہش کے پیچھے ہوئے۔

تھے وہ آبا تمہارے ہی مگر تم کیا ہو ۞ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر ۞ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

حرفِ آخر

قیامِ پاکستان کی صورت میں ہمیں ایک ایسا خطۂ ارض حاصل ہوا تھا جس میں نظام صلوٰۃ قائم کر کے ہم زمین کی پیٹھ پر ایک مثالی جنت تشکیل کر سکتے تھے لیکن افسوس صد افسوس کہ ہمارے اربابِ سیاست جنگِ زرگری میں مصروف رہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہم مشرقی پاکستان سے محروم ہو گئے اور اگر اب بھی وہی صورتِ حال رہی تو خدا کا قانونِ عروج و زوال حرکت میں آئے گا اور نہ معلوم ہمارا کیا حشر ہو گا؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم ایک قوم کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ہمیں نظام صلوٰۃ اپنانا ہو گا۔

WWW.KAZMIS.COM

نماز کا فلسفہ

عالم کا ہر فرد اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح میں مشغول ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ

کوئی شے ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ ہر چیز کی تسبیح اس کے شایانِ شان اور مقتضائے حال کے موافق ہے۔ جو چیز جس حال میں ہے اسی حال میں اپنے رب کی تسبیح وعبادت کر رہی ہے۔ درخت، پہاڑ اور ہر بلند چیز قیام کی حالت میں اس کی تسبیح خواں ہے۔ اوپر آسمان نیچے چوپائے عالم رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہہ رہے ہیں۔ حشرات الارض اور بعض دوسری مخلوقات زمین پر سجدہ ریز ہو کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پکار رہی ہیں۔ زمین اور اس کے ساتھ کئی چیزیں حالتِ قعود میں اپنے معبودِ برحق کی عظمت والوہیت کی شہادت دے رہی ہیں۔ پرندوں کو دیکھئے صف بستہ ہو کر اپنے رب کی حمد کے ترانے گا رہے ہیں۔ دریاؤں پر نظر ڈالئے حرکت کی حالت میں اپنے مالک حقیقی کے عبادت گزار ہیں۔ درختوں کو دیکھئے چپ چاپ اپنے محبوب کی یاد میں محو ہیں۔ غرض قیام وقعود، رکوع وسجود، سکون وتحرک جس حال میں جو چیز جہاں نظر آتی ہے، اپنے رب کی تسبیح وثنا میں مصروف ومشغول ہے۔

چونکہ انسان ان تمام افرادِ کائنات کی حقیقتوں کا جامع ہے، اس لئے ضروری

تھا کہ اس کی عبادت عالم کے ہر فرد کا مجموعہ ہو۔ لہٰذا معبودِ حقیقی نے بمقتضائے حکمت افرادِ کائنات کی عبادتوں کے مختلف اور متعدد طریقے انسان کی عبادت میں شامل کر دیئے۔ قیام وقعود، رکوع وسجود ان تمام چیزوں کی عبادتوں کا عطر ہیں جو ان حالتوں میں رب کریم کی عبادت کرتے ہیں۔ نماز میں سکون بھی ہے اور حرکت بھی۔ قیام سے رکوع اور رکوع سے سجود کی طرف منتقل ہونا حرکت ہے اور صف بستہ کھڑے ہو کر وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کا حکم بجالانا سکون ہے۔ اس بیان پر غور کرنے سے اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ ہماری نماز ایسی عبادت ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق اور اس کی حقیقت کے شان کے لائق ہے۔

دوسرے مذاہب نے بھی رب کریم کی بارگاہ کی حاضری اور اس کی عبادت کے طریقے بتائے ہیں لیکن ان میں نماز کی سی جامعیت ہے نہ مقتضائے فطرت کی رعایت۔ جب یہ نہیں تو ان معنوی وروحانی خوبیوں کا کیا ذکر جو اسلامی نماز کی روح رواں ہیں۔

جس طرح پیغمبر اسلام ہادیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جمیع انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام کمالات علمیہ وعملیہ بلکہ ساری مخلوقات کی ہر خوبی کے جامع وحامل ہیں، اسی طرح آپ کا دین مقدس دین اسلام تمام ادیان عالم کی خوبیوں اور محامد ومکارم وفضائل وکمالات کا عطر وخلاصہ ہے۔ بالکل اسی طرح سیّد عالم نور مجسم ﷺ کی تعلیم فرمائی ہوئی نماز تمام مذاہب کی عبادت اور نمازوں کا بہترین لب لباب ہے۔

اہل بصیرت حضرات سے یہ امر مخفی نہیں کہ بعض اہل مذاہب کی نماز صرف سجدہ تھا، بعض کی نمازوں میں صرف رکوع تھا، بعض اہل مذاہب کی نماز محض قیام میں منحصر تھی، بعض جہلا چند بے معنی حرکتوں کے مجموعہ کو عبادت سمجھتے تھے۔ ہمارے دین میں ان تمام عبادات کی ناقص اور منتشر صورتوں کو بہترین اور فطری اصول کی ترتیب

WWW.KAZMIS.COM

کے ساتھ مرتب کر کے اس حقیقت کا اعلان کر دیا کہ جس اہل مذہب کو اپنی مذہبی عبادت کی محبوب صورت کی تلاش ہو، وہ اسلامی عبادت (نماز) کو قبول کرے۔ اس دولت کو پا کر وہ اپنے سرمایہ عبادت میں کسی قسم کی کمی محسوس نہ کرے گا بلکہ جو کچھ اس نے وہاں چھوڑا ہے اس سے بہت زیادہ پائے گا۔

گویا انسان کے لئے اسلام کے سوا اب کوئی دین قابل عمل رہا ہی نہیں۔ اس لئے تمام ادیانِ عالم کے انوار حقائق اسلام میں اس طرح مدغم ہو گئے جس طرح بحر ذخار میں شبنم کے چند قطرے۔ نماز ہر دن رات میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ جسے حضور نبی کریم ﷺ نے ادا کر کے سکھایا نماز کہلاتا ہے تو گویا حضور نبی کریم ﷺ کی اداؤں کا نام طریقۂ نماز ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ طریقۂ نماز بھی لفظ احمد ﷺ کی شکل ہے۔ دیکھئے قیام ا (الف) ہے، رکوع ح (حا) ہے، سجدہ م (میم) ہے اور قعدہ د (دال) ہے۔

اعمال صالحہ میں نماز سب سے افضل و مقدم ہے۔ اکثر مسلمان نماز پڑھتے ہیں مگر نماز کی خوبیوں سے پوری طرح واقف نہیں۔ حدیث شریف میں ہے

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزیں ہیں کلمہ شہادت[1] (اس بات کی گواہی دینا
کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں)
اور نماز[2] اور ادائے زکوٰۃ[3] اور حج[4] اور رمضان کے روزے[5]" متفق علیہ

اگر غور سے دیکھا جائے تو نماز ان پانچوں کا مجموعہ ہے۔ ہر نمازی تشہد میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور حضرت محمد ﷺ کی عبدیت و رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں اسلام کی پہلی بنیاد یعنی کلمہ شہادت موجود ہے۔

اسی طرح نماز میں زکوٰۃ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے اور وہ اس طرح کہ نمازی جو کپڑا ستر عورت اور جسم ڈھانکنے کے لئے نماز پڑھنے کی نیت سے خرید کر پہنتا

ہے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اسی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ یہ لباس جو شرعاً مال ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کرنا بمنزلہ زکوٰۃ کے ہے اور نمازی جتنی دیر تک نماز میں مشغول رہے گا، کھانے پینے اور ہر قسم کی حوائج بشریہ کے پورا کرنے سے بھی باز رہے گا۔ عبادت کی نیت سے نمازی کا ان چیزوں سے باز رہنا بمنزلہ روزہ کے ہے۔ پھر سمتِ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا، رکوع اور سجدہ کرنا بمنزلہ حج کے ہے۔

نماز ہر سمجھ بوجھ والے مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ جب لڑکے، لڑکی کی عمر سات سال ہو جائے تو نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کے ہو جائیں تو مار کر پڑھانی چاہئے۔ کیوں کہ تر شاخ کو جدھر پھیریں پھر جاتی ہے اور جب خشک ہو جائے تو یہ حالت نہیں رہتی۔

اسلام میں جتنی نماز کی تاکید ہے، کسی عبادت کی نہیں۔ اس کے فضائل بہت ہیں اور اس کے چھوڑنے والوں کے لئے بڑے بڑے دردناک عذاب مقرر ہیں۔
اس میں ایک ایسی بات ہے جو کسی عبادت میں نہیں، جس کو اللہ خود فرماتا ہے

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

لیکن بعض لوگوں کو یہاں تردد لاحق ہو جاتا ہے کہ اگر نماز واقعی برائیوں سے روکتی ہے تو نماز پڑھنے کے باوجود مسلمانوں سے منکرات کا صدور کیسے ہو جاتا ہے؟ نماز کا مقتضا یہ ہے کہ نمازی کو برائیوں سے باز رکھے۔ کیوں کہ نماز ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی بندگی کا اعتراف اور خدا کی معبودیت اور اس کی اطاعت کا عہد اور اقرار کرتا ہے۔ اس عہد و اقرار کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس پر قائم رہے۔ ظاہر ہے کہ جب وہ اس قول و اقرار اور عہد و پیمان پر قائم

WWW.KAZMIS.COM

نہیں رہتا اور برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز برائی سے نہیں روکتی۔ اگر نمازی نماز کا تقاضا پورا نہ کرے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔ اس کی نماز اسے زبانِ حال سے روک رہی ہے کہ تو نے معصیت اور برائی سے باز رہنے کا جو عہد و پیمان کیا تھا اس کی خلاف ورزی نہ کر لیکن اس کے باوجود اکثر لوگ ایسے ہیں جو نماز پڑھنے کے بعد نماز کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ انسانیت کا تقاضا رحم دلی اور حُسنِ خلق اور لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنا ہے۔ اب جو لوگ انسان ہونے کے باوجود سنگدلی، بے رحمی اور درندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور انسانیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے، انسانیت انہیں وحشت و بربریت سے روکتی ہے، مگر وہ روکے نہیں رکتے، اسی طرح نماز فواحش اور منکرات سے روکتی ہے اور لوگ نہیں رکتے۔ صرف نماز ہی فواحش و منکرات سے نہیں روکتی بلکہ خود اللہ تعالیٰ بھی روکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

"اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ"

بیشک اللہ حکم فرماتا ہے کہ عدل کرنے اور نیکی کرنے کا اور قرابت
والوں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور برائی اور سرکشی سے

خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" تو معلوم ہوا کہ نماز بھی فواحش و منکرات سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ بھی بے حیائی اور برے کاموں سے روکتا ہے لیکن جو لوگ اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود نہیں رکتے، وہ نماز کے روکنے سے کہاں رک سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ برائی سے روکنے کا تقاضا اور ہے اور برائی سے رکنا یہ علیحدہ بات ہے۔ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔

اس کے دوسرے معنی یہ ہوئے کہ نماز روحانی امراض کی ایک دوا ہے۔ جس

طرح جسمانی دواؤں میں بعض امراض کو روکنے اور دور کرنے کی خاصیتیں ہوتی ہیں، اسی طرح نماز میں بھی فواحش اور منکرات سے روکنے اور انہیں دور کرنے کی خاصیت پائی جاتی ہے۔ لیکن اس قسم کی خاصیتوں کے ظاہر ہونے کی پہلی شرط یہ ہے کہ جس دوا کو ہم نے جو فائدہ حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا ہے، اس کے بعد ہم کوئی ایسی چیز استعمال نہ کریں جو اس فائدہ کو ضائع کر دے۔ اگر اس کے خلاف کیا گیا تو دوا کی خاصیت کبھی ظاہر نہ ہوگی اور اس دوا سے مطلوبہ فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ مضر چیزوں کا نقصان مفید دوا کی خاصیتوں اور فوائد پر غالب آ جائے گا۔ بالکل اسی طرح ایک شخص نماز پڑھنے کے بعد جھوٹ بولتا ہے یا کسی کی غیبت کرتا ہے یا اس سے معصیت صادر ہوتی ہے تو یقیناً وہ نماز کے اصل فوائد اور اس کی خاصیت سے محروم رہے گا۔ اس شخص کی محرومی کی وجہ یہ نہیں کہ نماز میں وہ فائدہ نہیں پایا جاتا بلکہ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ نمازی نے نماز کے بعد ایک ایسے فعل کا ارتکاب کیا، جس کی مضرت نے نماز کی منفعتوں سے اسے محروم کر دیا۔ علاوہ ازیں اس بات کا انکار تو کوئی نہیں کر سکتا کہ نمازی جتنی دیر نماز میں مشغول رہتا ہے، اتنی دیر تک تو بہر حال اس کی نماز اسے فواحش اور منکرات سے روکتی ہے۔ اب اگر وہ نماز صحیح معنوں میں ادا کی ہے اور اس پر ہمیشگی اختیار کی تو نماز پڑھنے کے بعد بھی برائیوں سے محفوظ رہے گا۔ تو جو لوگ صحیح معنوں میں نماز ادا نہیں کرتے اور اس پر ہمیشگی اختیار نہیں کرتے تو اگر وہ ہمیشہ کے لئے برائی سے محفوظ نہیں رہ سکتے تو کم از کم نماز پڑھنے کے دوران تو یقیناً برائیوں اور فواحش سے محفوظ رہتے ہیں اور ان کے حسب حال نماز کا برائیوں اور برے کاموں سے روکنا ان کے حق میں بلا تامل پایا جاتا ہے۔ صحیح معنی میں نماز پڑھنے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان صرف جسم اور جسمانی اعضاء اور زبان ہی سے ادا نہ کرے بلکہ اپنے دل میں خدا کی یاد، اس کا خوف اور اس کے لئے عاجزی کی کیفیت پیدا کر کے نماز کی منفعت اور اس کی روح کو

www.kazmis.com

حاصل کرے تو یقیناً اس کی نماز اسے فواحش و منکرات سے روک دے گی۔ اس سے برائی کا ارتکاب نہیں ہو سکے گا اور اللہ کے مقربین، مخلصین اور صالحین کی نمازیں اسی نوعیت کی ہوتی ہیں کہ وہ اللّٰہ اکبر کہنے کے بعد حقیقتاً اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ خدا کے دربار میں حاضر ہیں۔ وہ خدا کے روبرو کھڑے ہیں۔ خدا ان کے سامنے موجود ہے۔ ان کا دل خدا کی یاد میں مشغول اور ان کی روح بارگاہ خداوندی میں حاضری کی لذتوں سے مسرور ہوتی ہے۔ خشوع اور خضوع کی کیفیات سے ان کا دل و دماغ متاثر ہوتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ کا مصداق ہوتے ہیں اور اس قسم کی نماز پر وہ ہمیشگی اختیار کرتے ہیں تو اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ کے مطابق وہ فواحش و منکرات سے محفوظ رہتے ہیں۔

فہرست عنوانات

اسلام کا نظامِ صلوٰۃ ۷
صلوٰۃ کا لغوی مفہوم ۷
صلوٰۃ کا اصطلاحی مفہوم ۹
فرضیت صلوٰۃ ۹
نماز کی دنیوی و اخروی برکات ۱۱
روحِ صلوٰۃ ۱۳
خدا خوفی کا عدیم المثال مظاہرہ ۱۵
پابندیٔ صلوٰۃ ۱۶
نظامِ صلوٰۃ کے ثمرات و نتائج ۱۸
امام ۱۹
اقتداء ۱۹
وحدتِ فکر و عمل ۲۰
اطاعت امیر ۲۰
مساوات ۲۱
پانچ وقت کی مجلس عمومی ۲۲
باہمی الفت و محبت ۲۳
ہمدردی و غمخواری ۲۳

WWW.KAZMIS.COM

جنگ کی تربیت ۲۳
جنگی کردار ۲۵
پابندیٔ وقت ۲۵
سحر خیزی ۲۶
نماز کے آداب و شرائط ۲۶
اقامتِ صلوٰۃ ۲۷
قنوت ۲۷
خضوع و خشوع ۲۸
تجمل ۲۸
تضرع ۲۹
اخلاص ۲۹
فہم ۳۰
ارکان و آداب کا لحاظ ۳۱
سکون و اطمینان ۳۱
مکمل توجہ ۳۲
عرب کے معاشرہ پر نظامِ صلوٰۃ کے اثرات ۳۳
ترکِ صلوٰۃ کے تباہ کن نتائج ۳۷
حرفِ آخر ۳۸
نماز کا فلسفہ ۳۹

فہرست مؤاخذ و مراجع

قرآن کریم
بخاری شریف — امام محمد بن اسمٰعیل بخاری
مسلم شریف — امام مسلم بن حجاج
ترمذی شریف — امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
ابو داؤد — سلیمان بن اشعث
سنن بیہقی — ابوبکر احمد بن حسین
مسند احمد — امام احمد بن حنبل
مؤطا امام مالک — حضرت امام مالک بن انس اصبحی
سنن دارمی — ابو عبداللہ بن عبدالرحمٰن
طبرانی — سلیمان بن احمد الطبرانی
مشکوٰۃ — امام عبدالرزاق
کنز العمال — علی متقی بن حسام الدین ہندی
مستدرک حاکم — محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری
تاج العروس — سید مرتضیٰ حسینی
لسان العرب — محمد بن مکرم افریقی

WWW.KAZMIS.COM

تعارف

جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم میں جگر گوشۂ غزالیٔ زماں حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید شاہ صاحب کاظمی کی سرپرستی میں "بزمِ سعید" کے نام سے دینی طلباً کی انجمن کام کر رہی ہے۔ اس کے زیرِ اہتمام علمی و دینی موضوعات میں متعدد رسائل وقتاً فوقتاً شائع کئے جاتے ہیں اور تبلیغ کیلئے متعدد شہروں اور محلوں میں تبلیغی جلسے منعقد کئے جاتے ہیں بالخصوص جشن میلاد النبی ﷺ، خلفائے راشدین کے ایام، یومِ امام الفقہاء حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بڑی گیارھویں شریف اور یومِ اعلیٰحضرت نہایت تزک و احتشام منائے جاتے ہیں اور طلباً کی تقریری صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کیلئے ہر جمعرات تقریری پروگرام منعقد کیا جاتا ہے جس میں طلباً عربی، فارسی، اُردو، پشتو اور سرائیکی میں تقریریں کرتے ہیں اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کیلئے مستعد رکھنے کیلئے مذاکروں و مباحثوں کے پروگرام ترتیب دیے جاتے ہیں۔

بزمِ سعید: جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم نیو ملتان بلاک نیو ملتان

فون نمبر 061-550699, 778699

اسلام کا فلسفۂ نماز

WWW.KAZMIIS.COM

از افادات

غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں امام اہلسنّت

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بزمِ سعید جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم نیو ملتان

عرضِ ناشر

بزم سعید ملتان بنیادی طور پر جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم کے طلباء کی انجمن ہے جس کا بنیادی مقصد تو طلباء میں عربی، فارسی، اردو و دیگر علاقائی زبانوں میں تقریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنا اور انہیں احقاقِ حق و ابطالِ باطل کیلئے مستعد رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے یوم تاسیس سے ہی اس انجمن نے علمی و دینی موضوعات پر مختلف رسائل شائع کرنے کا سلسلہ جاری رکھا اور پھر 1991ء سے باقاعدہ طور پر امام اہلسنت غزالیٔ زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز کی تصانیف کو منظرِ عام پر لانے کا حتمی فیصلہ کیا گیا اور جگر گوشۂ غزالیٔ زماں حضرت علامہ صاحبزادہ سید ارشد سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو فروغ دینے کا کام شروع کیا۔ اب تک کئی مرتبہ مقالاتِ کاظمی ۳ جلد، خطباتِ کاظمی، میلاد النبی ﷺ، معراج النبی ﷺ، الحق

WWW.KAZMIS.COM

المبین، درودِ تاج پر اعتراضات کے جوابات، گستاخِ رسول کی سزا قتل، رسائل کاظمی وغیرہ شائع کیے جا چکے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''اسلام کا فلسفۂ نماز'' اگرچہ مقالاتِ کاظمی جلد نمبر ۳ میں شامل ہے لیکن مضمون کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کو علیحدہ شائع کرنے کا فیصلہ کیا گیا تا کہ عوام الناس اس سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور اسلام کے اہم بلکہ بنیادی رکن نماز کو احسن طریقہ سے ادا کریں اور اس کے فوائد و برکات اور اثرات و ثمرات سے صحیح طور پر مستفیض ہو سکیں۔

اس میں آیات و احادیث پر اعراب و حرکات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے اور وقت کی قلت کے باوجود اس کی طباعت میں حتی الوسع احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اب بھی اگر کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس سے آگاہ فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے۔

شکریہ

فقیر حافظ محمد عبدالرزاق

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	اسلام کا فلسفہ نماز
مصنف	امام اہلسنّت حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ
بار	اول
تعداد	1100
طباعت	نومبر 2003ء
ہدیہ	15روپے
بک بائنڈنگ	مشتاق بک بائنڈنگ ہاؤس ملتان

ملنے کا پتہ

مکتبہ مہریہ کاظمیہ متصل جامعہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان

مکتبۃ المدینہ، اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

فرید بک سٹال، 38۔ اردو بازار، لاہور

WWW.KAZMIS.COM